اغثنی یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام
الن ظامیہ
لاہور
شیخوپورہ
علمی ادبی اور تحقیقی مجلہ
بفیضانِ نظر
محسن اہلسنت، شیخ العلماء، استاذ الاساتذہ
مفتی اعظم پاکستان
علامہ مفتی محمد عبدالقیوم قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ
بانی جامعہ نظامیہ رضویہ
ستمبر 2023
مدیر اعلیٰ
شیخ الحدیث
ڈاکٹر فضل حنان سعیدی
مدیران
مولانا محمد فاروق شریف رضوی
0312-7245738
مولانا شکور احمد ضیا سیالوی
0300-5090565
زیر قیادت
شیخ الحدیث والتفسیر استاذ الاساتذہ
سند المدرسین
حافظ محمد عبدالستار سعیدی
ناظم تعلیمات
جامعہ نظامیہ رضویہ
زیر سرپرستی
صاحبزادہ جانشین مفتی اعظم پاکستان علامہ
محمد عبدالمصطفیٰ ہزاروی
ناظم اعلیٰ
جامعہ نظامیہ رضویہ
مجلسِ مشاورت
صاحبزادہ مولانا نصیر احمد ہزاروی
صاحبزادہ مولانا غلام مرتضیٰ ہزاروی
مجلسِ ادارت
مولانا محمد ظہیر بٹ فریدی
مولانا قاری احمد رضا سیالوی
مولانا محمد عمران الحسن فاروقی
رابطہ کے لیے
مرکزی دفتر
مجلس علماء نظامیہ پاکستان
جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور
ڈیزائننگ
محمد طارق عزیز سعیدی
کمپوزنگ: مولانا سمیع اللہ سیالوی
اویس فاروقی ثاقبی، فراز رسول مرتضائی
سرکولیشن ٹیم
فرزاہد رضا، فرقان الحق، فہیم
عمران، معین سیفی
ممبر شپ فیس
پاکستان سالانہ بذریعہ
عام ڈاک 600 روپے
رجسٹرڈ ڈاک 1000 روپے
شمارہ نیٹ ریٹ 30 روپے
اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ آپ کا زرِ سالانہ ختم ہو چکا ہے
نوٹ: ادارہ "مجلہ النظامیہ" کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں۔
ناشر
مجلس علماء نظامیہ پاکستان
0315-7374429 042-37374429
EMAIL: alnizamia7374429@gmail.com

# فہرست

**اداریہ... حرفِ دل**

مدیرِ اعلیٰ: شیخ الحدیث ڈاکٹر فضل حنان سعیدی

# سانحۂ جڑانوالہ... پس منظر اور پیش منظر

16 اگست، 2023ء کو پنجاب کے شہر فیصل آباد کی تحصیل جڑانوالہ میں ایک ناخوش گوار واقعہ پیش آیا، توہینِ قرآنِ مجید اور توہینِ رسالت مآب ﷺ پر مشتعل افراد نے عیسائیوں کی عبادت گاہوں سمیت متعدد املاک کو جلادیا۔ انتظامیہ کے مطابق اِس کارروائی میں ملوّث افراد کو گرفتار کرلیا گیا ہے اور اُن کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

علمائے کرام سمیت زندگی کے تمام شعبہ جات سے متعلق افراد نے اِس واقعہ کی بھرپور مذمت کی؛ کیونکہ یہ نہ تو اسلامی تعلیمات واقدار کے مطابق ہے اور نہ ہی ملکی قانون میں اِس کی کوئی گنجائش موجود ہے۔

قرآنِ مجید میں ربّ تعالیٰ نے دشمنوں کے ساتھ بھی انصاف کا حکم دیا ہے[1] اور نبیِ کریم ﷺ نے ذمی (اسلامی ریاست میں ٹیکس ادا کرکے اطاعت وامن کے ساتھ رہنے والے کفار) پر ظلم کرنے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے اور ایسا کرنے والے کے بارے میں شدید وعید ارشاد فرمائی ہے۔[2]

---

[1] المائدۃ 8:5

[2] سنن ابوداود، حدیث: 3052

ہمارے جوانوں کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ جذبۂ تحفّظِ ناموسِ رسالت بلاشبہ لائقِ تحسین ہے، ناموسِ رسالت کی خاطر جان دینا بھی سعادت ہے، مگر جذبات میں ایسا کام کرنا جس کی شریعت میں گنجائش نہ ہو اور جس کے نتیجے میں دشمنانِ اسلام ہمارے اصل مقصد کو نقصان پہنچائیں وہ نہ تو قابلِ تحسین ہے اور نہ ہی قابلِ قبول ہے۔ حالیہ واقعہ جہاں اسلامی تعلیمات واقدار کے منافی ہے وہاں موقع پرستوں نے اِسے اسلاموفوبیا کا مذموم مقصود پورا کرنے کے لیے بھی استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ نیز اِس واقعہ کے بعد متأثرین کی اِمداد اور املاک کی بحالی کے سلسلے میں حکومتِ پاکستان کی طرف سے جو کروڑوں روپے صرف ہوئے اور ہوں گے وہ سب ہمارے ہی ٹیکسوں سے جمع شدہ رقم ہے، تو سوچنے کی بات ہے کہ کیا اِس کارروائی کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت ہوئی یا اُنھیں نقصان پہنچا؟

یہ پہلو بھی توجہ طلب ہے کہ سبھی اِس ”ردِّ عمل“ کے طریقہ کار کی مذمت کر رہے ہیں اور کرنی بھی چاہیے، مگر اُس ”عمل“ کی مذمت سے متعلق خاموش ہیں، جس کا یہ ردِّ عمل تھا۔ آدھے سچ کی روایت کو ترک کرتے ہوئے ہمیں اِس سانحہ کی مذمت کے ساتھ ساتھ توہینِ مقدّساتِ دین کی بھی کھل کر مذمت کرنی چاہیے، جسے کوئی بھی مسلمان کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا۔

یہ بات بھی توجّہ طلب ہے کہ اگر انتظامیہ اپنی ذمہ داری احسن طریقے سے نبھاتی اور مجرمانہ غفلت کا ارتکاب نہ کرتی تو شاید یہ سانحہ پیش نہ آتا۔ جس عمل سے عوام میں اشتعال پیدا ہو اُسے روکنا اور اُس کے مرتکب کو قرار واقعی سزا دینا انتظامیہ

کی ذمہ داری ہے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو عوام کا مشتعل ہونا فطری امر ہے۔ ماضی میں تفتیش کے دوران جرم ثابت ہونے کے باوجود کئی گستاخانِ رسول ﷺ کو جس انداز میں تحفّظ دیا گیا، پھر بیرونِ ملک فرار کروایا گیا، اُس سے بھی عوام میں یہ تأثر پختہ ہوا ہے کہ توہینِ مقدسات کا ارتکاب کرنے والوں پر قانون کی گرفت کمزور ہے۔

یہ خبریں بھی موصول ہو رہی ہیں کہ پولیس نے متعدد بے گناہ افراد کو مقدمات میں نامزد اور گرفتار کیا ہے، جن میں معذور، نابینا اور علما حضرات بھی شامل ہیں، اِس انتظامی نااہلی کے خلاف جڑانوالہ بار ایسوسی ایشن نے عدالتی اُمور کا بائیکاٹ کیا اور جوائنٹ ایکشن کمیٹی جڑانوالہ کی اپیل پر تحصیل بھر میں ہڑتال بھی کی گئی۔ پولیس افسران سمیت تمام ذمہ داران کو چاہیے کہ وہ اپنے فرائضِ منصبی کا ادراک کرتے ہوئے بے گناہ افراد کے خلاف درج مقدمات کو خارج کریں اور اُنھیں فوری طور پر رہا کریں، ورنہ عوامی اشتعال میں مزید اضافہ ہو گا۔

سانحہ رونما ہوتے ہی موقع کے متلاشی لبرلز نے مذہب اور مذہبی افراد کے خلاف زہر اُگلنا شروع کر دیا اور جلتی پر تیل ڈالنے کا کام کرتے ہوئے اِس واقعہ کو مذہبی جماعتوں کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی، حالانکہ یہ عوامی ردِّ عمل تھا، جسے کسی بھی مستند عالم یا سنجیدہ مذہبی جماعت کی سرپرستی و تائید حاصل نہیں تھی۔ بالخصوص علمائے اہلِ سنت نے ہمیشہ پاکستان کو اپنے بزرگوں کی امانت سمجھ کر اِس میں امن کا درس دیا ہے۔

# ستمبر کے تاریخی ایام

ویسے تو پاکستان کی تاریخ میں ماہِ ستمبر اپنے دامن میں بہت سے اہم واقعات لیے ہوئے ہے، لیکن چھ اور سات ستمبر کو جو واقعات رونما ہوئے وہ ملکِ خداداد پاکستان کی تاریخ میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان واقعات سے پاکستان کی مسلح افواج، سیاسی ومذہبی رہنماؤں اور عوام کے ایمان، محبتِ رسول ﷺ اور جذبۂ حبّ الوطنی کا پتا چلتا ہے۔

1965ء چھ ستمبر کی رات انڈیا نے پاکستان پر حملہ کیا، اگرچہ پاکستان کے فوجی اور اقتصادی وسائل بھارت کے مقابلے میں بہت کم تھے لیکن پاکستان کی مسلح افواج نے جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر اپنے سے کئی گنا بھاری دشمن کو ذلت آمیز شکست سے دوچار کیا۔

جنگ ستمبر 1965ء کی بنیادی وجہ مسئلۂ کشمیر تھا، انڈیا نے کشمیری عوام کی مرضی کے خلاف کشمیر پر غیر قانونی قبضہ کر رکھا ہے، بلکہ خصوصی حیثیت ختم کر کے اُن کا استحصال کر رہا ہے اور سلامتی کونسل کی قرار داد کے مطابق رائے شماری کرانے کے وعدے سے انحراف کرتا چلا آرہا ہے۔ جب تک بھارت حقائق کو تسلیم کرتے ہوئے کشمیریوں کو حق خود اِرادیت نہیں دیتا، خطے میں امن کا قیام ایک خواب رہے گا۔

7 ستمبر کو بھی پاکستان کی تاریخ میں نہایت اہمیت حاصل ہے۔ یہ دن ''تحفّظِ عقیدۂ ختمِ نبوّت'' کے طور پر منایا جاتا ہے۔

30جون 1974ء کو قائدِ ملت اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان کی نیشنل اسمبلی میں قادیانیوں کا آئینی مقام واضح کرنے کا مطالبہ کیا۔ اس قرارداد پر پہلے 22اور پھر 46اراکین نے دستخط کیے، جس میں حکومتی اراکین بھی شامل تھے۔ قومی اسمبلی میں جمعیت علماءِ پاکستان کے راہ نماؤں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی، علامہ عبد المصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا محمد ذاکر علیہم الرحمہ نے اپنی اجتماعی اور انفرادی کاوشوں سے ایسا ماحول بنادیا کہ کسی رکنِ اسمبلی کو قادیانیوں کی حمایت کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

7ستمبر 1974ء کو پانچ بج کر باون منٹ پر بل قومی اسمبلی اور آٹھ بج کر چار منٹ پر سینٹ سے بالاتفاق منظور ہو کر آئین پاکستان کا حصہ قرار پایا۔

قادیانیوں نے ہمیشہ منظّم انداز سے اسلام اور ملک دشمنی کا مظاہرہ کیا اور مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کی۔ اربابِ اقتدار، علماء و مشائخ اور ذی شعور مسلم طبقہ کو چاہیے کہ اس گروہ کی سازشیں بے نقاب کریں تاکہ سادہ لوح مسلمان ان کے جال میں پھنسنے سے بچ سکیں۔

بارگاہِ ایزدی میں دُعا ہے کہ تحفظِ ختمِ نبوّت کے لیے کاوشیں کرنے والی تمام شخصیات کے درجات بلند فرمائے، پاکستان کو ہر طرح کے بحرانوں سے نجات عطا فرمائے اور اِس ملک کے بدخواہوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملائے۔

**آمین بجاہ النبیِّ الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**

**درسِ قرآن......**

# کاش مَیں بُرے کو دوست نہ بناتا

تحریر: مولانا محمد انوار الرسول مرتضائی، صدر مجلس علماءِ نظامیہ پاکستان

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَيَوۡمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيۡهِ يَقُوۡلُ يٰلَيۡتَنِى اتَّخَذۡتُ مَعَ الرَّسُوۡلِ سَبِيۡلًا ۝ يٰوَيۡلَتٰى لَيۡتَنِىۡ لَمۡ اَتَّخِذۡ فُلَانًا خَلِيۡلًا ۔ [1] ”اور اُس روز ظالم (فرطِ ندامت سے) اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا (اور) کہے گا: کاش! مَیں نے اختیار کیا ہوتا رسولِ مکرم کی معیت میں (انجام کا) راستہ، ہائے افسوس! کاش مَیں نے فلاں کو اپنا دوست نہ بنایا ہوتا۔“

میدانِ محشر کافروں، نافرمانوں اور گناہ گاروں کے لیے حسرت و یاس اور ذلّت و رسوائی کا دن ہو گا۔ وہ اُس دن عذاب کو اپنے سامنے پا کر دردناک انداز میں اپنی ناکام آرزوؤں کا اظہار کریں گے، جنھیں قرآن حکیم نے بارہا مرتبہ ذکر فرمایا ہے۔ جیسا کہ وہ کہیں گے: اے کاش! کوئی صورت ایسی ہو کہ ہم دنیا میں پھر واپس بھیجے جائیں اور اپنے رب کی نشانیوں کو نہ جھٹلائیں اور ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔[2] ...اے کاش! میں نے اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا ہوتا۔[3]

---

[1] الفرقان، آیت: 27، 28

[2] الانعام، آیت: 27

[3] الکہف، آیت: 42

...اے کاش! ہم نے اللہ و رسول کی فرماں برداری کی ہوتی۔[1] ...اے کاش! مجھے میرا نامۂ اعمال نہ دیا جاتا۔[2] ... اے کاش! میں نے اپنی اُخروی زندگی کے لیے کچھ کیا ہوتا۔[3] ...اے کاش! مَیں مٹی ہوتا۔[4]

جو شخص بہت شدت سے کف افسوس مل رہا ہوگا اس کا ذکر زیرِ تفسیر آیتِ کریمہ میں ہے: يَوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۔ ہائے افسوس! اے کاش! میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔

مذکورہ دیگر آیات میں صرف يَوَيْلَتٰى یا يٰلَيْتَنَا کے الفاظ ہیں، اس آیتِ کریمہ میں يَوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ حسرت و افسوس کے دو الفاظ کو جمع کر دیا گیا ہے، جس سے معنٰی میں شدت پیدا ہوتی ہے۔ میدانِ محشر میں سب سے زیادہ وہ شخص واویلا مچا رہا ہوگا، جس نے کسی بُرے اور گمراہ شخص کو اپنا دوست بنایا اور اُس نے اِسے بھی گمراہ کر کے تباہی کی اِس نوبت پر پہنچا دیا۔

اِس بات میں تو کوئی دو رائے نہیں کہ انسان کی گمراہی و بربادی میں جو کردار بُری سنگت اور بُری صحبت ادا کرتی ہے، اتنی مؤثر اور سریع الأثر کوئی دوسری چیز نہیں، بعینہٖ انسان کی فوز و فلاح میں اچھی سنگت اور اچھی صحبت کا کردار ہے۔

---

[1] الاحزاب، آیت:66

[2] الحاقۃ، آیت:25

[3] الفجر، آیت:24

[4] النبأ، آیت:40

دُور شَو از اختلاطِ یارِ بد | یارِ بد بدتر بود از مارِ بد
مارِ بد تنہا ہمیں بَر جاں زَنَد | یارِ بد بر جان و بر ایماں برد

## آیتِ کریمہ کا پس منظر

عقبہ بن ابی مُعَیط جب کبھی سفر سے واپس آتا تو اشرافِ مکہ کی دعوت کرتا، وہ حضور ﷺ کی مجلس میں بھی حاضر ہوتا اور آپ کی باتیں سنتا۔ ایک دفعہ وہ سفر سے واپس آیا تو حسبِ دستور دعوت عام کا اہتمام کیا اور حضور ﷺ کو بھی دعوت دی۔ جب کھانا چُن دیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مَا أَنَا بِآكِلٍ طَعَامَكَ حَتّٰى تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ۔ یعنی میں تمہارا کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک تم یہ گواہی نہ دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں اللہ کا رسول ہوں۔ اِس پر عقبہ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ روایت میں ہے: فَأَكَلَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مِنْ طَعَامِهٖ۔ (اُس کے اسلام قبول کرنے پر) رسول اللہ ﷺ نے اس کے کھانے میں سے کچھ تناول فرمایا۔

اُبَی بن خلف عقبہ بن ابی معیط کا بڑا یار تھا۔ جب اُسے اِس بات کی خبر ہوئی تو عقبہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: سنا ہے کہ تم مرتد ہو گئے ہو۔ اس پر عقبہ نے کہا: اللہ کی قسم میں مرتد نہیں ہوا۔ لیکن بات صرف اتنی ہے کہ وہ (آپ ﷺ) میرے پاس آئے اور کھانا کھانے سے انکار کر دیا، مگر یہ کہ مَیں ان کی رسالت کی گواہی دوں۔ مجھے اس بات سے حیا آئی کہ وہ کھانا کھائے بغیر میرے گھر سے چلے جائیں، جس پر میں نے اُن کی رسالت کی گواہی دی۔ عقبہ کی یہ باتیں سن کر ابی بن خلف بگڑ گیا اور کہنے لگا کہ

مَیں اس وقت تک تم سے راضی نہ ہوں گا جب تک (معاذ اللہ) تو جا کر آپ ﷺ کے چہرے پر تھوکے گا نہیں۔ عقبہ اپنے یار کو راضی کرنے کے لیے حضور ﷺ کے پاس گیا اور گستاخی کی کوشش کی۔ راوی کہتے ہیں: لَمَّا بَزَقَ عُقْبَةُ فِيْ وَجْهِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ عَادَ بُزَاقُهٗ فِيْ وَجْهِهٖ فَاحْتَرَقَ خَدَّاهُ، وَكَانَ أَثَرُ ذٰلِكَ فِيْهِ حَتَّى الْمَوْتِ۔ جب عقبہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یہ گستاخی کرنا چاہی تو اس کا تھوک لوٹ کر اس کے اپنے ہی منہ پر جا گرا، جس سے اس کا چہرہ جل گیا اور جلنے کا یہ نشان اس کی موت تک اس کے چہرے پر باقی رہا۔

عقبہ کی اس حرکت پر رسول اللہ ﷺ کو جلال آ گیا اور عقبہ سے فرمایا: لَا أَلْقَاكَ خَارِجًا مِّنْ مَّكَّةَ إِلَّا عَلَوْتُ رَأْسَكَ بِالسَّيْفِ۔ یعنی جب سرزمین مکہ سے باہر تمہاری میری ملاقات ہو گی تو میں تمہارا سر تلوار سے اڑا دوں گا۔ یہ بات اس کے دل میں تیر کی طرح پیوست ہو گئی۔

اس واقعہ کے کئی سال بعد جب اہلِ مکہ کا لشکر جنگ بدر کے لیے روانہ ہوا تو عقبہ ساتھ جانے سے پس و پیش کرنے لگا۔ اصرار پر کہنے لگا تمہیں معلوم ہے کہ اُنھوں نے مجھے دھمکی دی تھی اور جو بات ان کے منہ سے نکلتی ہے پوری ہو کر رہتی ہے، مجھے یہیں رہنے دو۔ کفار نے کہا: تم بھی عجیب آدمی ہو، پہلے تو ان کے غالب آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اگر بفرضِ محال کوئی ایسی صورت پیش آ بھی گئی تو تمہارے پاس تیز رفتار سرخ اونٹ ہے اس پر سوار ہو کر بھاگ جانا۔

چنانچہ اس کو بد بختی میدانِ بدر میں لے گئی، کفر کو شکست ہوئی، عقبہ اپنے

اونٹ پر سوار ہو کر بھاگا، لیکن وادیوں کے پیچ و خم میں اُلجھ کر رہ گیا اور گرفتار کر لیا گیا۔ بعد ازاں حضور سرورِ عالم ﷺ کے حکم پر سیدنا علی مُرتضٰی کرّم اللہ وجہہ نے اس بد بخت کا سر قلم کر دیا۔ اسی طرح ابی بن خلف بھی جنگ میں قتل ہو کر عبرت ناک انجام کو پہنچ گیا۔

زیرِ تفسیر آیات کا نزول تو عقبہ بن معیط کی بد بختی اور عبرت ناک انجام کے بیان میں ہوا، لیکن ان کا حکم ہر گستاخ رسول کے انجام میں عام ہے۔[1]

## سوشل میڈیا اور بری صحبت کی تباہ کاریاں

پہلے دَور میں بُری یا اچھی صحبت کی عام صورت یہی تھی کہ کسی برے یا اچھے آدمی کی سنگت یا مجلس میں بیٹھا جائے جس سے اس کے اچھے یا برے اثرات انسان کی شخصیت میں منتقل ہوتے تھے، لیکن آج لٹریچر اور سوشل میڈیا کے اِس دور میں صحبت کا دائرہ کار بہت وسیع ہو چکا ہے اور اس کے اثرات بھی نہایت سریع اور ذہنوں کو مسموم کرنے میں تباہ کن ہیں۔

رافضیت، ناصبیت، خارجیت، بدعقیدگی اور مذاہبِ باطلہ تو پہلے بھی موجود تھے اور لوگ اپنے عقائد و نظریات کے حق میں دلائل بھی دیتے ہی آئے ہیں، لیکن ان گمراہ کن افکار و نظریات کو پھیلانے میں سوشل میڈیا نے وہ سہولت کاری کی ہے کہ کوئی بھی گمراہ اٹھتا ہے اور اپنی چرب زبانی سے چند دنوں میں پر، پرزے نکال کر ایک

---

[1] ثناء اللہ پانی پتی، مفسر، تفسیر مظہری، زیر آیت الفرقان:27، 28، ملخصًا

فتنہ بن جاتا ہے۔ اگلے ہفتے ہی وہ ایک اور کلپ مَیں بتا رہا ہوتا ہے کہ میرے اتنے فالورز ہیں اور دُنیا میں صرف مَیں اور میرے فالورز ہی حق پر ہیں اور باقی سب گمراہ اور قابلِ گردن زدنی ہیں پھر سب کو چیلنج پر چیلنج دے رہا ہوتا ہے۔ جب کہ سوشل میڈیا پر ایسی بے سر و پا اور ہیجانی باتوں ہی کو زیادہ پسند اور لائک کیا جاتا ہے، جن کو سن کر خالی الذہن لوگوں کے گمراہ ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ اس کلپ کے بڑی تعداد میں وائرل ہونے پر سوشل میڈیا سے لاکھوں روپے بھی کما لیے جاتے ہیں۔

یہ گمراہی اس وقت مزید دو آتشہ ہو جاتی ہے جب گمراہی پھیلانے والا کوئی گمراہ پیر یا گمراہ عالم ہو؛ کہ اس کے مریدین و فالورز اسی کی بات کو ہی حرفِ آخر سمجھتے ہیں۔ اِدھر کسی سلگتے موضوع پر اُس پیر یا عالم کا کوئی کلپ وائرل ہوتا ہے اُدھر سوشل میڈیا پر اس کے مرید اور فالورز مخالف کیمپ سے باہم دست و گریباں ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف گالم گلوچ کا طوفان مچا دیتے ہیں۔

اہل بیت اطہار، صحابۂ کرام اور سلف صالحین کی گستاخی میں ان کی زبانیں دراز ہو چکی ہیں اور ایک دوسرے کو کافر تک کہنے سے نہیں چوکتے۔ اِس تقسیم در تقسیم اور گمراہی و بربادی کا نوحہ کہاں تک لکھا جائے۔

ممکن ہے یہ گمراہ کرنے والے اور گمراہ ہونے والے قیامت والے دن کہہ رہے ہوں: ”افسوس اے کاش! میں فلاں کو اپنا دوست نہ بناتا“۔

بھلائی اسی میں ہے کہ اہل سنت و جماعت کے مسلّمہ عقائد و نظریات پر کوئی کمپرومائز نہ کیا جائے اور گمراہی سے خود بھی بچا جائے اور متعلقین کو بھی روکا جائے۔

---

**درسِ حدیث......**

# یقین کی فضیلت و اہمیت

تحریر: مولانا محمد فاروق شریف قادری رضوی

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق عبد اللہ بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِسْأَلُوا اللهَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فَإِنَّ أَحَدًا لَّمْ يُعْطَ بَعْدَ الْيَقِيْنِ خَيْرًا مِّنَ الْعَافِيَةِ۔ [1] "اللہ جلّ جلالہٗ سے عفو و عافیت (گناہوں کی معافی اور مصائب سے سلامتی) مانگا کرو؛ اس لیے کہ یقین کے بعد آدمی کو ملنے والی سب سے بڑی نعمت عافیت ہے۔"

یقین اس علم کو کہتے ہیں جس میں کسی طرح کا شک نہ ہو۔ یعنی کسی بات کو اس قدر پختہ طریقہ سے جاننا کہ اس کے خلاف سوچ بھی نہ آئے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق یقین کی بڑی اہمیت ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں میں بہت بڑی نعمت ہے، جس قدر یقین پختہ ہو اتنا ہی ایمان کامل ہوتا ہے اور کامل ایمان تمام نعمتوں اور بھلائیوں کی بنیاد ہے۔ اگر یقین کی دولت حاصل نہ ہو تو ایمان کمزور ہوتا ہے اور بندہ بہت سی بھلائیوں سے محروم رہتا ہے۔

---

[1] سنن الترمذی، أَبْوَابُ الدَّعَوَاتِ، رقم الحدیث: 3558، مسند الإمام أحمد: 17

یقین کی اہمیت اس بات سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی قدرت کی نشانیاں ہر ایک کے سامنے واضح ہیں، جب کہ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ارشاد فرمایا: وَ فِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ۔[1] "اور زمین میں یقین والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

زمین میں اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کی وحدانیت و قدرت کی نشانیاں سب کے لیے ہیں، لیکن ان سے فائدہ وہی لوگ اٹھاتے ہیں جنھیں دولتِ یقین حاصل ہے۔

## صحابۂ کرام علیہم الرضوان کا یقینِ کامل

صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو فیضانِ نبوی سے یقین کامل کی دولت عطا ہوئی، ان حضرات کا یہ عقیدہ و نظریہ تھا کہ مصطفیٰ جانِ رحمت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم رب تعالیٰ کے نائب و خلیفۂ مطلق ہیں، اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو دست گیر و حاجت روا بنایا ہے؛ اسی وجہ سے حلِ مشکلات و دفعِ مصائب کے لیے، حتّٰی کہ لا علاج جسمانی امراض سے شفا یابی کے لیے وہ حضرات بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر فریاد کرتے اور مالکِ کونین صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دربار سے منہ مانگی مرادیں پاتے۔

حضرت عثمان بن حُنَیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا: ایک نابینا شخص نے حضور نبیِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: میرے لیے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے عافیت (بینائی) عطا فرمائے، حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو

---

[1] الذاریات 20:51

میں اسے مؤخر کر دوں اور یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر چاہو تو میں دعا کر دوں۔ عرض کی: آپ دعا فرما دیں۔ آپ ﷺ نے اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نفل پڑھنے اور یہ دعا کرنے کا حکم دیا: اَللّٰھُمَّ إِنِّیْ أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ! إِنِّيْ قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلٰى رَبِّيْ فِيْ حَاجَتِيْ هٰذِهٖ لِتُقْضٰى، اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ۔ اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور سیدنا محمد مصطفٰی رحمت والے نبی ﷺ کے وسیلے سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، یارسول اللہ! میں اپنی اس حاجت روائی کے لیے آپ کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا، اے اللہ! میرے حق میں حضور ﷺ کی شفاعت قبول فرما۔[1]

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ابھی زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ وہ صاحب بارگاہِ رسالت میں اس طرح حاضر ہوئے گویا کبھی ان کی آنکھ کو کوئی نقصان نہ پہنچا تھا۔[2]

## وصال مبارک کے بعد مشکل کشائی

ایک صاحب اپنے کسی کام کے سلسلہ میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ ان کی طرف التفات نہ فرماتے، نہ ہی ان

---

[1] سنن ابن ماجه، أبواب إقامة الصلوات والسنة فيها، باب ما جاء في صلاة الحاجة، حديث: 1385۔ سنن الترمذی: 3578

[2] مجمع الزوائد: 3668

کی حاجت پر غور فرماتے، ان (حاجت مند) کی ملاقات حضرت عثمان بن حُنَیف رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو انھوں نے اس بات کی شکایت کی، سیدنا عثمان بن حُنَیف رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا: وضو خانہ میں جاکر وضو کرو، پھر مسجد جاکر دو رکعت نفل پڑھو اور یہ دعا کرو: اللهم إني أسألك، وأتوجه إليك الخ، پھر شام کو میرے پاس آنا، میں تمہارے ساتھ جاؤں گا، اس حاجت مند نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بتایا ہوا عمل کیا، پھر سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درِ اقدس پہ حاضر ہوئے، دربان انھیں ہاتھ سے پکڑ کر اندر لے گیا اور سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسند پہ بٹھا دیا، آپ نے دریافت کرنے کے بعد ان کی حاجت پوری کی اور فرمایا: اب تک آپ نے اپنی حاجت ذکر کیوں نہ کی! آئندہ کوئی کام ہو تو ہمارے پاس آجایا کرو۔ وہ صاحب دربارِ خلافت سے سیدنا عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے اور ان کا شکریہ ادا کیا کہ آپ کے سفارش کرنے سے میرا کام بن گیا، سیدنا عثمان بن حُنَیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قسم بخدا! میں نے تو آپ کے بارے امیر المؤمنین سے کوئی بات نہیں کی تھی، اس کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نابینا صحابی والا واقعہ بیان کیا۔ (1)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح حضور سیّد الوری صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں آپ کو ندا کرنا اور آپ سے مدد مانگنا جائز تھا، وصال مبارک کے بعد ایسا کرنا نہ صرف جائز بلکہ سنتِ صحابہ و تابعین ہے، آج بھی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلاموں کی دادرسی اور

---

[1] مجمع الزوائد: 3668

مشکل کشائی فرماتے ہیں۔

ممکن نہیں کہ خیرِ بشر کو خبر نہ ہو فریادِ اُمّتی جو کرے حالِ زار میں

اِتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے واللہ وہ سُن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے

## اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کا یقینِ کامل

تاج دارِ بریلی امام اہلِ سنت الشاہ احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ جل جلالہ کے ارشادات اور مصطفٰی جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات پر یقینِ کامل تھا، جب بھی کوئی مشکل آتی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے، بارگاہِ نبوی میں فریاد کرتے تو مشکل آسان ہو جاتی۔

درج ذیل واقعہ آپ علیہ الرحمہ کے یقینِ کامل کی بہترین مثال ہے:

ایک مرتبہ بریلی میں طاعون کی وبا پھیلی اور اس دوران اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی بیمار ہوئے، مسوڑھوں میں اس قدر سوجن ہو گئی کہ منہ کھولنا ممکن نہیں تھا، کھانا بھی مشکل سے کھاتے، بخار بہت شدید تھا اور کان کے پیچھے گلٹیاں بھی بن گئیں۔ برادر اصغر ایک طبیب کو بلا کر لائے، اس نے سات آٹھ مرتبہ کہا: یہ طاعون ہے۔ آپ فرماتے ہیں: میں بول نہیں سکتا تھا؛ اس لیے انھیں جواب تو نہ دیا، مگر مجھے پورا یقین تھا کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں، نہ مجھے طاعون ہے نہ ان شاء اللہ العزیز کبھی ہو گا، اس پختہ یقین کی وجہ یہ ہے کہ حدیث مبارک میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مصیبت زدہ کو دیکھ کر پڑھنے کے لیے ایک دعا تعلیم فرمائی ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی

كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے اس مصیبت سے محفوظ رکھا جس میں تم مبتلا ہو اور مجھے اپنی بہت سی مخلوقات پر فضیلت عطا کی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ پڑھ لے وہ ہمیشہ اس مصیبت سے محفوظ رہے گا،[1] میں نے طاعون والے کو دیکھ کر کئی مرتبہ یہ دعا پڑھ لی ہے، اب مجھے آقا کریم ﷺ کے فرمانِ اقدس پہ یقین ہے کہ دنیا کا نظام بدل سکتا ہے مگر مجھے کبھی بھی طاعون نہیں ہو گا۔

رات کو تکلیف بڑھی تو میرے دل نے درگاہِ الٰہی میں عرض کی: اَللّٰهُمَّ صَدِّقِ الْحَبِيْبَ وَ كَذِّبِ الطَّبِيْبَ۔ اے اللہ! طبیب کی بات کو جھوٹا کر دے اور حبیب ﷺ کے ارشاد کو سچا کر دکھا۔ غیب سے کسی نے میرے داہنے کان میں کہا: مسواک اور سیاہ مرچیں... اس وقت جو شخص جاگ رہا تھا میں نے اشارے سے اسے بلایا اور مسواک و سیاہ مرچ کا اشارہ کیا۔ جب دونوں چیزیں آ گئیں تو مشکل سے مسواک کے سہارے پر تھوڑا تھوڑا منہ کھولا اور پسی ہوئی مرچیں داڑھوں تک پہنچائیں۔ تھوڑی دیر میں قے آئی اور اللہ تعالیٰ کے کرم سے وہ گلٹیاں ختم ہو گئیں، میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور طبیب صاحب سے کہلا بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمانِ مصطفٰی ﷺ کی برکت سے مجھے شفا دے دی ہے۔[2]

---

[1] سنن الترمذی: 3431

[2] ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، صفحہ: 71، ملخصًا

# جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

تحریر: مولانا محمد فاروق شریف قادری

اللہ جل جلالہ نے اپنے محبوب دانائے غیوب حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اِس قدر عزت و عظمت سے نوازا کہ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نصیب ہو اُسے بھی رفعت و بلندی عطا ہوتی ہے۔

سارے مہینے اور دن، تمام لمحے اور گھڑیاں رب تعالیٰ کی بنائی ہوئی ہیں، لیکن جس وقت اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم اور بندوں پہ خاص عنایات ہوں، وہ وقت بڑا مبارک و مسعود قرار پاتا ہے۔ ماہِ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کی وہ گھڑی کتنی سہانی ہے، وہ لمحات کس قدر حسین ہیں کہ جب جہان والوں کو ان کے خالق و مالک نے اپنی سب سے بڑی نعمت عطا فرمائی، اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اس زمین پر جلوہ گر ہوئے اور زمین والوں کی قسمت ہی بدل گئی۔

## وقتِ ولادت نور کا ظہور

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات بے مثال ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے محاسن و کمالات میں شریک سے پاک ہیں، ہر ادا، ہر وصف لاجواب ہے۔ دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جلوہ گری بھی اس شان سے ہوئی جس کی جہاں بھر میں کوئی مثال نہیں۔ حضرت سیدہ آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے فرمایا: لَمَّا فَصَلَ مِنِّیْ - تعنی النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم- خَرَجَ

مَعَهُ نُورٌ أَضَاءَ لَهُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ [1] جب نبی اکرم ﷺ کی ولادت مبارکہ ہوئی تو آپ کے ساتھ ایسا نور ظاہر ہوا جس کی وجہ سے مشرق تا مغرب اُجالا ہو گیا۔

## آسمان کے تارے قریب آنے لگے

حضرت عثمان بن ابو العاص رضی اللہ عنہ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا میلادِ نبوی کے موقع پہ کاشانۂ نبویہ میں حاضر تھیں۔ وہ فرماتی ہیں: فَمَا شَيْءٌ أَنْظُرُ إِلَيْهِ فِي الْبَيْتِ إِلَّا نُورٌ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى النُّجُومِ تَدْنُو حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ: لَيَقَعْنَ عَلَيَّ۔ [2] گھر میں جو شے بھی دیکھتی نور ہی نور دکھائی دیتا، میں ستاروں کو قریب آتے ہوئے دیکھ رہی تھی اور (دل میں) کہہ رہی تھی یہ تو گویا مجھ پر گر پڑیں گے۔

## تین جھنڈے لگائے گئے

مخدومۂ کائنات سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: وَأَبْصَرْتُ تِلْكَ السَّاعَةَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا، وَرَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَعْلَامٍ مَضْرُوبَاتٍ، عَلَمًا فِي الْمَشْرِقِ وَعَلَمًا فِي الْمَغْرِبِ وَعَلَمًا عَلَى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ۔ [3] ”میں نے

---

[1] المواهب اللدنية، ج:1، ص:78

[2] دلائل النبوة للبيهقي، أبواب مولد النبي ﷺ، باب تزوج عبد الله بن عبد المطلب بآمنة بنت وهب رضي الله تعالى عنهم، 111/1

[3] الخصائص الكبرى، باب ما ظهر في ليلة مولده ﷺ من المعجزات، 82/1

ولادت کی گھڑی زمین کے مشرق و مغرب کو دیکھا اور مجھے تین جھنڈے لگے ہوئے دکھائی دیے: ایک جھنڈا مشرق میں، دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبہ مُعظّمہ کی چھت پر تھا۔“

## ربیع الاول میں ولادت کی حکمت

مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی ولادتِ مبارکہ محرم، رجب یا رمضان جیسے کسی ایسے مہینے میں نہیں ہوئی جو پہلے سے ہی معظم و مکرم ہو، بلکہ ربیع الاول میں آپ کی آمد ہوئی؛ اس لیے کہ آپ ﷺ اتنے اعلیٰ مقام پہ فائز ہیں کہ کسی زمان و مکان سے شرف حاصل نہیں کرتے بلکہ زمان و مکان آپ سے برکت حاصل کرتے ہیں۔ اگر کسی مشہور مہینے میں ولادت ہوتی تو کسی کو وہم ہو سکتا تھا کہ اس مہینے سے آپ کو شرف حاصل ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ربیع الاول میں بھیج کر آپ پر اپنی عنایت اور آپ کی عزت و عظمت کو ظاہر فرمایا (آپ کی نسبت سے ربیع الاول کو شہرت و مقبولیت حاصل ہوئی)۔[1]

## مدینہ "طیبہ" ہے، اِسے یثرِب کہنا گناہ ہے

ہمارے آقا حضور نبیِ اکرم ﷺ ہجرت کر کے جس شہر میں جلوہ فرما ہوئے اس شہر کو اتنی عظمت ملی کہ وہ طیبہ و طابہ قرار پایا، اس شہر کے بارے کسی بھی قسم کے

[1] المواهب اللدنية، آيات ولادته ﷺ، 86/1

نامناسب الفاظ بولنے سے منع کر دیا گیا۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ سَمَّى الْمَدِيْنَةَ يَثْرِبَ فَلْيَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، هِيَ طَابَةُ هِيَ طَابَةُ۔**[1] ”جو شخص مدینہ منوّرہ کو یَثرِب کہے اُسے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرنی چاہیے، وہ طابہ (پاکیزہ و معطّر) ہے، وہ طابہ ہے۔“

"یثرِب" فساد و خرابی کے معنی میں ہے، جب اس شہر کی نسبت دافع البلاء و الوباء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہوئی تو معطّر و مطہر و منوّر بن گیا اور اس کا پُرانا نام لینا گناہ قرار پایا؛ اسی لیے استغفار کا حکم دیا گیا۔ امام بخاری علیہ الرحمہ نے "تاریخ" میں حدیث مبارک روایت کی: **مَنْ قال: يَثْرِبُ مَرَّةً، فَلْيَقُلِ: الْمَدِيْنَةُ عَشْرًا۔**[2] "جو ایک بار "یثرِب" کہے اسے چاہیے کہ اس کی تلافی کے لیے دس بار "مدینہ" کہے۔

قرآن کریم کی ایک آیت[3] کے مطابق منافقین مدینہ منورہ کو "یثرِب" کہتے تھے، لہٰذا نظم ہو یا نثر مسلمانوں کا اس لفظ کے استعمال سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔

کئی شعرا نے اپنے نعتیہ اشعار میں یہ لفظ ذکر کیا، ایسے اشعار میں ترمیم کرتے ہوئے یثرِب کی جگہ طیبہ یا کوئی اور اچھا لفظ پڑھنا چاہیے۔

---

[1] مسند احمد: 18519

[2] التاریخ الکبیر للبخاری، باب الحاء، 268/7

[3] الأحزاب 13:33

## طیبہ کا چاند

حضور خاتم المرسلین ﷺ کا خدا داد حسن و جمال بے مثال ہے، مخلوقات میں آپ کی مثل و نظیر نہ ہے، نہ ہو سکتی ہے۔ البتہ سمجھانے کے لیے بعض اوقات آپ کے جمال باکمال کو مختلف اشیا کے ساتھ تشبیہ دی جاتی ہے، چنانچہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کسی نے سوال کیا: **أَكَانَ وَجْهُ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ: لَا، بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ۔**[1] "کیا حضور سیّد المرسلین ﷺ کا مبارک چہرہ تلوار کی مانند تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: نہیں، بلکہ آپ ﷺ کا رخِ انور چاند جیسا تھا۔"

سائل کا مقصد تھا کہ رخِ نبوی طوالت میں تلوار کی مانند تھا؟ آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: رخِ انور گولائی میں چاند کی طرح تھا۔ یا پھر پوچھنے والے کی مراد یہ تھی: کیا حضور نبیِ اکرم ﷺ کا روئے مبارک چمک دمک میں شمشیر جیسا تھا؟ حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ کا مبارک چہرہ چاند جیسا ہے کہ چاند کی چمک تلوار سے بڑھ کر ہے۔[2]

چاند سے مُنھ پہ تاباں دَرَخشاں دُرود
نمک آگیں صَباحَت پہ لاکھوں سلام

---

[1] صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی ﷺ، حدیث: 3552
[2] عمدۃ القاری، تحت ھذا الحدیث

# اس دل اَفروز ساعت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت امامِ اہل سنت الشاہ احمد رضاخان قادری بریلوی علیہ الرحمہ نے اس سہانی اور دل کو روشن کرنے والی مبارک و مسعود گھڑی پر لاکھوں سلامِ عقیدت نچھاور کرتے ہوئے خراجِ تحسین پیش کیا، جس گھڑی طیبہ کا چاند چمکا، جس کے چمکنے سے فرش والوں کے نصیب چمک اٹھے، کفر و شرک اور ظلم و معصیت کی تاریکی دور ہوئی، کمزور و بے سہارا مظلوم ولاچار لوگوں کے لیے امید کی کرن چمکنے لگی، زمانے کا رنگ ہی بدل گیا اور ہر طرف اجالا ہی اجالا ہو گیا۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل اَفروز ساعت پہ لاکھوں سلام

کیا خوب صورت تضمین ہے:

جب ہوا ضو فگن دین و دُنیا کا چاند
آیا خلوت سے جلوت میں اسری کا چاند
نکلا جس وقت مسعود بطحا کا چاند
جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند　　اس دل اَفروز ساعت پہ لاکھوں سلام

# فیضِ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا فیض....

# خود پسندی سے اجتناب اور اپنے عیبوں پر نظر

تحریر: مولانا شکور احمد ضیاء سیالوی

ہمارے دور کا ایک بہت بڑا فتنہ ''خود پسندی'' بھی ہے۔ خود پسندی کا مطلب یہ ہے کہ انسان اپنی کسی خوبی کو اپنا کمال سمجھے اور اِس بات سے بے خوف ہو جائے کہ یہ خوبی عطا کرنے والا ربّ جلّ جلالہٗ اِسے واپس بھی لے سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے کسی کو مال، علم، حُسن، اقتدار وغیرہ... کوئی بھی نعمت دی، یہ شخص اِسے اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھنے کے بجائے اِس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائے کہ یہ میرا اپنا کارنامہ ہے اور میری یہ خوبی ہمیشہ میرے پاس رہے گی۔

## خود پسندی کی آفت اور اُس کے اسباب

فیضِ عالم داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: ہیچ آفت و حجاب نیست اندر ایں طریق صعب تر از آں کہ کسے بہ خود مُعجب شود. راہِ خدا میں سب سے بڑی آفت یہ ہے کہ کوئی شخص خود پسندی میں مبتلا ہو جائے۔ پھر فرمایا: خود پسندی دو چیزوں سے پیدا ہوتی ہے:

1) مخلوق میں عزت ووجاہت ملے اور وہ تعریف کرے، یوں کہ بندے کا کردار مخلوق کو پسند آئے، لوگ اُس کی تعریف کریں اور بندہ خود پسندی میں مبتلا ہو جائے۔

2) کوئی شخص خود ہی اپنے کردار کو اچھا سمجھنے لگے اور خود کو اُس کا اہل سمجھ کر خود پسندی میں مبتلا ہو جائے۔(1)

## سیدنا ذوالنورین رضی اللہ عنہ کا عمل

فیضِ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: سیدنا عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ خلافت میں ایک دن اپنے کھجوروں کے باغ سے تشریف لا رہے تھے اور لکڑیوں کا ایک گٹھا اپنے سر پر رکھا ہوا تھا، حالانکہ اُس وقت آپ 400 غلاموں کے مالک تھے، لوگوں نے عرض کی: امیر المؤمنین یہ کیا حال ہے؟ (کسی خدمت گزار کو حکم فرمادیں، خود سر پر بوجھ اُٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟) فرمایا: اُرِیْدُ أَنْ اُجَرِّبَ نَفْسِیْ۔ مَیں اپنے نفس کا تجربہ کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ میرے پاس غلام ہیں جو یہ کام کرسکتے ہیں، مگر میں چاہتا ہوں کہ اپنے نفس کا امتحان لوں کہ کہیں لوگوں میں عزت کی وجہ سے وہ اِس کام سے انکار تو نہیں کرتا۔(2)

---

[1] واصل عُجب ازدو چیز خیزد: 1) یکی از جاهِ خلق و مدحِ ایشاں، و ایں چناں بود که کردارِ بنده خلق را پسند اُفتد، بروی مدح کنند، و اُو براں معجب شود۔ 2) و دیگر کردارِ کسے مر آن کس را پسند افتد و خود را شایسته داند، بدان معجب شود.
کشف المحجوب فارسی، الباب السادس فی الملامۃ، ص:76، سنگِ میل پبلی کیشنز

[2] مرا غلامان هستند که ایں کار بکنند، و لیکن می خواهم که من نفسِ خود را تجربه کنم؛ تا جاهِ خلق اُو را از هیچ کارے باز دارد؟
کشف المحجوب فارسی، الباب السادس فی الملامۃ، ص:79، سنگِ میل پبلی کیشنز

## اپنے عیبوں پر نظر

شریعتِ مطہرہ نے حکم فرمایا ہے کہ انسان اپنی خوبیوں کو دیکھنے کے بجائے اپنے عیبوں پر نظر رکھے اور اُنھیں دُور کرنے کی کوشش کرے، یوں اللہ تعالیٰ اُسے خود پسندی اور تکبر سے محفوظ رکھے گا۔

داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث پاک ذکر کی: إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا بَصَّرَهٗ بِعُيُوْبِ نَفْسِهٖ۔ یعنی "جب اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ بھلائی کا اِرادہ فرماتا ہے (نوازنا چاہتا ہے) تو اُسے ایسی بصیرت عطا فرما دیتا ہے کہ اُسے اپنے نفس کے عیب نظر آنے لگتے ہیں۔"[1]

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خطبہ روایت کیا، جس میں یہ جملے بھی ہیں: طُوْبٰى لِمَنْ شَغَلَهٗ عَيْبُهٗ عَنْ عُيُوْبِ النَّاسِ... یعنی "اُس شخص کو مبارک ہو جو اپنے عیبوں کو تلاش کر کے اُنہیں دور کرنے میں اتنا مصروف ہے کہ اُس کی نظر لوگوں کے عیبوں پر پڑتی ہی نہیں۔" (مسند البزار، حدیث:6237)

ہمیں چاہیے کہ خود پسندی کا شکار نہ ہوں، اپنی خوبی کو اپنا کمال نہ سمجھیں، بلکہ اللہ کی عطا سمجھیں۔ نیز اِس خوش فہمی میں مبتلا نہ ہوں کہ یہ خوبی ہمارے پاس ہمیشہ رہے گی، ہمیشگی فقط ذاتِ باری تعالیٰ اور اُس کی صفات کے لیے ہے، باقی سب فانی ہے۔

---

[1] کشف المحجوب، الباب الثامن فی ذکر ائمتہم من اہل البیت، ص:104، سنگِ میل پبلی کیشنز

## قارون کا انجام

خود پسندی و تکبر کا انجام کتنا خطرناک ہے، اِس حوالے سے ایک قرآنی واقعہ پیشِ خدمت ہے۔

سورۃ القصص کی آیت نمبر 76 تا 82 میں اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے ایک شخص ''قارون'' کا ذکر فرمایا۔ یہ شخص سیدنا موسیٰ علی نَبِیِّنَا وعلَیہِ الصّلوۃ والسّلام کا رشتہ دار تھا، نہایت خوب صورت اور تورات کا بہترین قاری و عالم ہونے کے ساتھ ساتھ بہت عاجزی کرنے والا اور بااخلاق تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی حالت بدل دی اور اُسے اِس قدر دولت اور خزانے عطا فرمائے کہ جب وہ سوار ہو کر نکلتا تو 70 جانوروں پر اُس کے خزانوں کی چابیاں لادی جاتی تھیں۔ دولت ملنے کے بعد یہ منافق ہوگیا، زکوٰۃ ادا کرنے سے اِنکار کر دیا، تکبر کرتے ہوئے اپنی قوم پر زیادتیاں کرنے لگا اور فرعون کے ساتھ مل گیا۔ اُسے سمجھانے کے لیے علما نے اُسے چند نصیحتیں فرمائیں جنھیں ربّ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں ذکر فرمایا ہے۔

علما نے اُسے فرمایا:

⟸ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ۔ (اپنی دولت پر) غرور اور ناز نہ کر، بے شک اللہ تعالیٰ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔

⟸ وَابْتَغِ فِیْمَاۤ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِیْبَكَ مِنَ الدُّنْیَا۔ اللہ تعالیٰ نے جو تجھے (مال) عطا فرمایا ہے (اُس پر شکر کرتے ہوئے راہِ خدا میں

خرچ کرکے) اُس کے ذریعے آخرت کا گھر تلاش کر اور دنیا سے اپنا حصہ نہ بھول (دُنیا میں آخرت کی تیاری کر)۔

⟸ وَاَحۡسِنۡ کَمَاۤ اَحۡسَنَ اللّٰہُ اِلَیۡکَ۔ اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے (تجھے نعمتوں سے نواز کر) تجھ پر اِحسان فرمایا ہے ایسے ہی تو بھی لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کر۔

⟸ وَلَا تَبۡغِ الۡفَسَادَ فِی الۡاَرۡضِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الۡمُفۡسِدِیۡنَ۔ اور (گناہوں کا ارتکاب اور ظلم و سرکشی کرکے) زمین میں فساد نہ کر، بے شک اللہ تعالیٰ فسادیوں کو پسند نہیں کرتا۔

بلاشبہ یہ نہایت خوب صورت نصیحتیں ہیں اور آج بھی نعمت پانے والوں کی بہترین راہ نمائی کرتی ہیں۔ اِن موتیوں سے زیادہ قیمتی کلمات کے جواب میں تکبر کرتے ہوئے قارون نے کہا: اِنَّمَاۤ اُوۡتِیۡتُہٗ عَلٰی عِلۡمٍ عِنۡدِیۡ۔ یعنی یہ سب کچھ تو مجھے اپنے علم کی وجہ سے ملا ہے (میری خوبیوں کا نتیجہ ہے اور مَیں اِس کا مستحق ہوں)۔

اللہ تعالیٰ نے قارون کی اِس بے ہودہ بات کے جواب میں فرمایا: اَوَلَمۡ یَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ قَدۡ اَہۡلَکَ مِنۡ قَبۡلِہٖ مِنَ الۡقُرُوۡنِ مَنۡ ہُوَ اَشَدُّ مِنۡہُ قُوَّۃً وَّ اَکۡثَرُ جَمۡعًا... یعنی ”کیا اُسے یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اُس سے پہلے کئی ایسی قومیں ہلاک فرما دیں جو اُس سے زیادہ طاقت ور اور اُس سے زیادہ مال جمع کرنے والی تھیں (جب وہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہیں بچ سکیں تو یہ کیسے بچے گا)۔

قرآنِ مجید نے بیان فرمایا ہے کہ دُنیا کے طلب گار قارون کو بہت

خوش نصیب سمجھتے اور اُس جیسا بننے کی تمنّا کرتے تھے، جب کہ اہلِ علم اُنھیں سمجھاتے کہ ایمان لانے اور نیک اعمال کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جو ثواب عطا فرمائے گا وہ قارون کو ملنے والی دولت سے کہیں اچھا ہے۔

جب قارون اپنے کرتوتوں سے باز نہ آیا تو اللہ تعالیٰ نے سزا دیتے ہوئے اُسے، اُس کے محل اور تمام دولت کو زمین میں دھنسا دیا۔ اُس کا عبرت ناک انجام دیکھنے کے بعد جو دُنیادار اُس جیسا بننے کی آرزو رکھتے تھے اب اُنھیں سمجھ آئی کہ دولت سے انسان خوش نصیب نہیں بنتا، خوش نصیبی اللہ تعالیٰ کے کرم سے ہی ملتی ہے۔ وہ کہنے لگے: وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ۔ عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے لیے چاہے رزق وسیع فرما دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگ فرما دیتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ (ہمیں ایمان کی دولت عطا کر کے) ہم پر احسان نہ فرماتا تو ہمیں بھی (قارون کی طرح) زمین میں دھنسا دیتا۔ بڑی عجیب بات ہے کہ کافر کامیاب نہیں ہوتے۔

ہمیں چاہیے کہ تکبر وخود پسندی سے اجتناب کریں اور عاجزی اختیار کرتے ہوئے باری تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔

# انعکاسِ نور

## تذکرۂ امام ہمام، صاحبِ کلام بلاغت نِظام، الشاہ امام احمد رضا خان

## علیہ رحمۃ الرحمٰن إلی یوم المیزان

تحریر: مولانا پروفیسر محمد محمود احمد رضوی، راولپنڈی

بات عکسِ جلوۂ جاناں ﷺ دیکھنے کی ہو تو کسی ایسے صیقل آئینے کو تلاش کرنا پڑتا ہے کہ جو کسی اور آئینے کے سامنے بشکل تعاکس( Reflection, A mirror is placed in front of another mirror.)رکھا ہو اور یوں سینکڑوں آئینے ایک دوسرے کے سامنے یوں ہی رکھے ہوں کہ بالترتیب ہر آئینہ دوسرے میں منعکس (Reflection of light/ Reflected)ہو رہا ہو۔ قرنوں کی دُوری، صدیوں کے بُعد کے باوجود آئینوں کی چمک دمک بر قرار ہو، کسی آئینے میں کبھی کوئی دراڑ نہ آئی ہو، کوئی آئینہ امتدادِ زمانہ کے باوجود نہ دُھندلایا ہو، حسنِ ترتیب میں فرق نہ آیا ہو، کبھی "زاویہ" نہ بدلا ہو، کبھی کوئی کونا نہ "کِرچا" ہو، ایسے آئینے ہر دَور میں کمیاب ضرور رہے ہیں، البتہ نایاب نہیں۔

آئینے ترتیبِ تعاکس کے ساتھ صدر بہ صدر، قرن بہ قرن، لحظہ بہ لحظہ دورِ خیر القرون تک رکھے ہوں، اور آخری آئینہ بے نظیر و بے مثل ومثال جسدِ اقدس کے طاق میں سجے سینہ مبارک کے فانوس میں "شمعِ دلِ جاناں ﷺ" کے سامنے یوں رکھا ہو کہ انوار و تجلیات ربانی اس میں نزولِ اجلال فرمائیں، آئینوں کی جملہ قطار منور ہو

جائے، چاہے آئینوں کے درمیان قرنوں کا بُعد ہی کیوں نہ ہو۔ تو سوچیں جس کی چمک کے سامنے سارے نور گہنا جائیں، سارے خورشید دُھندلا جائیں، ساری کہکشائیں بے نور ہو جائیں، ثوابِت بھی اپنی اولین جھلملاہٹ بھول جائیں، اُس کا عکس ہر آئینہ میں یوں روشن ہو کہ جلوہ ہائے حبیب ﷺ ہر جگہ یکساں دکھائی دے رہے ہوں۔ حسنِ ازلی کی جگمگ جگمگ کرنوں کی رسائی کا یہ عالم کہ ان کے سامنے کائناتِ شش جہات کی بے کناریاں معدوم ہو جائیں.. تو سوچیں! سامنے رکھے آئینے در آئینے کیسے منوّر و روشن ہوتے ہوں گے، ان سے عکسِ جمالِ حبیب ﷺ کس کس رنگ میں جھلکتا ہو گا، آئینے اپنے حُسنِ منظر سے آفاق عالم پہ چھائی قوسِ قُزح کے بکھرے رنگوں کو محجوب کر دیتے ہوں گے۔ اُن آئینوں سے کتنے تاریک خانۂ دل منوّر ہوئے ہوں گے۔ اِس آئینہ خانہ میں پَرتَوِ حسنِ ہزار منظر سے روشن اک آئینہ ایسا بھی ہے کہ جس نے عصرِ حاضر کی گھٹا ٹوپ جہالت کو چھٹا دیا، کروڑوں سینوں میں عشق مصطفیٰ ﷺ کے دیپ روشن کیے، بے قرینوں کو آدابِ بارگاہ حبیب ﷺ سکھائے، محرابِ تقدس کی اوٹ میں چھپے گستاخانِ بے مایہ کو بے نقاب کیا، حق و باطل کی تفریق کا معیار اَز سرِ نو مرتب کیا۔ آدابِ عشق کو طاقِ نسیان میں رکھ کر بھول جانے والوں کے لیے عشقِ حقیقی کا نصاب پھر سے ترتیب دیا، عشاقانِ حضور ﷺ کو صف بند کیا، اُمّتِ بیضا کی شیرازہ بندی کی۔ ملت کو مصطفیٰ کریم ﷺ سے عہدِ وفا کا پابند کیا، شریعت کی حاکمیت کا لوہا منوایا، تقویٰ و ورع کو مجسم کردار کر دکھایا۔ صد ہزار سلامِ عقیدت ہو سیدی وسندی مولائے مَن، حضرتِ اعلیٰ، مصنفِ لمعة الضحٰی، ہند میں واصفِ شاہ ہدٰی ﷺ بلبلِ باغ جناں، شاعر سحر البیان، صاحبِ هدایة الجنان، مترجمِ قرآن، الشاہ احمد رضا خان، علیہ رحمۃ الرحمٰن۔

---

ہوش سنبھالا تو اس وقت سے نقارخانۂ عالَم میں ان کا طوطی بولتے دیکھا، چار دانگِ عالم ان کے شہرے سنے، اپنوں بیگانوں کو ان کے کمال کا معترف پایا، محراب و منبر، مسجد و خانقاہ، جلسہ و جلوس، محافل و مجالس میں آپ کا ذکرِ خیر، اوصافِ حمیدہ، کمالاتِ رفیعہ سن کر نہاں خانۂ دل میں ایک ایسی مجسم کمال صورت ابھر آئی کہ دل و جان سے فدا ہو گیا، جہاں ان کا ذکرِ جمیل ہوا، دل کے کان لگا کے خوب سنا، ہر بار کچھ نیا کمال معلوم ہوا، کوئی نیا وصف پتا چلا، کوئی نئی خوبی دل میں گھر کر گئی، صحیفۂ دل پہ خوب نقش جما لیے، کتابِ زیست میں ایک اور روشن باب کا اضافہ ہوا، عقیدتوں کے طاق میں ادب کا ایک اور دیا جھلملانے لگا، کئی بار اشکِ ہجر دامنِ اضطراب میں جذب ہوتے گئے۔ کئی بار جذبۂ شوق آوارۂ کوئے یار ہو گیا، کئی بار احساس کم مائیگی عجز سے دامن گیر ہوا، کئی بار مُرغِ عقل کم ہمتی کے خاروں میں اُلجھ کر بسمل ہوا، کئی بار نَو گرفتار بلبلِ گفتار تہِ دام میں مچل گیا، کئی بار زبانِ وصف بیان گنگ ہو گئی، کئی بار شوقِ لقا چاک گریباں ہو کر ویرانوں کو نکل گیا، کئی بار سرمایۂ محبت مزارِ فراق پہ نذر کیا، کئی بار دولتِ وفا درِ یار پہ نچھاور کی، تب جا کے دل کو قرار ملا، روح کو تسکین ہوئی، نظر کو منزل دکھائی دی۔

علم کا وہ ہمالہ جس کی فلک بوس چوٹی جفاکش معاصرین کی رسائی سے ہمیشہ وراء الوراء رہی ہے، جو عِقدِ ثریا سے موتی اُتار کر حکمت کی لڑیاں پروتا رہا، جنہیں قدرت نے وہ فقہی رسوخ عطا فرمایا کہ ملّت کے لیے علمی سرمایۂ افتخار بن گیا، جن کا علمی تبحر 105 علوم وفنون پر اس طرح محیط ہے کہ اُمّت تا قیامت اس کا خراج ادا کرتی رہے گی۔ اس قدر زُود نویس اور کثیر التصانیف کہ دُور دُور تک اس کی کوئی مثال نہیں ملتی،

1000 سے زائد علمی، تحقیقی تصانیف اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ علمِ حدیث میں وہ کمال حاصل تھا کہ امامت کا درجہ پایا، بیک وقت 50 کتبِ حدیث درس و تدریس میں شامل رہیں۔ فنِ حدیث، طرقِ حدیث، عِلَلِ حدیث اور علم اسماء الرجال میں وصفِ کمال اپنے عہد اقدس میں آپ کی انفرادیت پر دال ہے، ان کی علمی بصیرت کا اس بات سے بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ معرفتِ حدیث، صحت وعدم صحت، ضعف و سقم پر جو کامل عبور تھا اگر وہ متقدمین محدثین کی نظر مبارک میں گزر جاتا تو یقیناً ان قدسی صفات ہستیوں سے بھی داد وصول کرتا۔ مطالعہ کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ شرح عقائدِ نسفی کی 70 شروحات و حواشی زیر مطالعہ رہے۔ شعری ذوق اپنے کامل عروج پر تھا۔ ان کا کلام کب کا اپنی انفرادیت سمیت قبول عام حاصل کر چکا، چست بندشیں، وقیع استعارے، وسیع تشبیہات، عمدہ محاورہ بندیاں، صنائع وبدائع کا وہ وسیع استعمال کہ اللہ اللہ! وہ نُدرتِ کلام، شکوہ الفاظ، کنایوں اور مجاز مرسل کے قرائن، فلک بوس مضمون آفرینی، کمالِ ادائے صنائع لفظی و معنوی، کوثر و تسنیم سے دُھلی زبان نے کلامِ بلاغت نظام سے ثابت کر دیا کہ امام کا کلام کلاموں کا امام ہوتا ہے۔ آپ کی طبع وقاد اور فکر رسا کے سامنے بڑے بڑے کج کلاہوں نے سر تسلیم خم کر دیا۔ ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کے علاوہ ہیئتِ سخن میں آپ کی اوّلیات اُردو زبان کا زیور ثابت ہوئیں، آپ نے سخن کی ساخت اور ہیئت میں وہ جدت طرازی فرمائی کہ نعت گوئی و اردو زبان کو نئی جہات مل گئیں، گویا آپ کی تجدیدیت کے دائرہ اقدس میں ریختہ اور اس کے جملہ متعلقات آگئے، آپ نے غزل میں چار زبانوں کے ساتھ طبع آزمائی فرمائی: "لم یات نظیرك فی نظر مثل تو نہ شد

پیدا جانا!" صنعتِ ذو قافیتین میں بقید از "الف "تا" ی" و اہتمامِ حروفِ تہجی کے ساتھ 60 اشعار درود شریف کی غرض سے رقم فرمائے۔ قادر الکلامی کا یہ عالم ہے کہ مشام جان کو تو عطر بیز کیا ہی، ساتھ میں مضمون کو بھی ساخت کے سانچے میں کیا خوب ڈھال گئے، فرماتے ہیں:

کعبے کے بدر الدجیٰ تم پہ کروڑوں دُرود.... طیبہ کے شمس الضحیٰ تم پہ کروڑوں درود

اردو زبان میں سب سے زیادہ مطالع ، اور ایک قافیہ کی سب سے زیادہ برت آپ کے لکھے ہوئے قصیدہ نور میں ہی ملتی ہے۔ خاتمۂ شعرائے ہند حضرت داغ دہلوی نے آپ کی سکہ بند شاعری پر مہر تصدیق یوں ثبت کی کہ آپ کی کہی ہوئی بے مقطع نعت "اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیے ہیں" وقتِ ملاحظہ اشکبار آنکھوں سے پڑھی، گُن گُناتے، جھومتے رہے اور مقطع کا اضافہ کرتے ہوئے درخواست گزاری کہ میرے گرہ لگائے مقطع کو شاملِ نعت و دیوان رہنے دیجیے گا اور دوسرا مقطع بھی نہ کہیں۔ حضرت داغ کا ارشاد کردہ مقطع ملاحظہ فرمایئے:

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رَضاؔ مسلم     جس سمت آ گئے ہو سکّے بٹھا دیے ہیں

سائنسی علوم پر کمال اور دسترس اس قدر وسیع اور مضبوط تھی کہ آپ نے اپنے ہم عصر سائنس دان " آئن سٹائن "(Albert Einstein) کے حرکتِ زمین کے مفروضے کو اپنی کتاب فوز مبین میں 105 براہین قاطعہ کے ساتھ ردّ فرما دیا۔ علاوہ ازیں آپ نے نیکولس کاپرنیکس(Nicolaus Copernicus)، البرٹ پورٹا (Albert Porta) کے مفروضوں کا ردّ بلیغ فرمایا۔ من جملہ آپ کی سائنسی کتب کی تعداد 150 سے زائد ہے۔

آپ نے تیرہ سال دس مہینے اور چار دن کی عمر سے فتاویٰ نویسی کا آغاز فرمایا اور پھر تادمِ واپسیں خدمتِ فتاوٰی میں مصروف رہے۔ آپ کا تفقہ فی الدین، علمی استعداد، معاملہ فہمی، عرف شناسی ایسی پختہ اور راسخ تھی کہ اگر آپ کے تصنیف کردہ صرف ایک فتوٰی کا جائزہ لیا جائے جو آپ نے تیمم کے باب میں تحریر فرمایا تو انسان آپ کی علمی وجاہت سے مسحور ہو جاتا ہے، آپ نے اس میں ایک سو اکیاسی (181) ایسی اشیا ذکر کی ہیں کہ جن سے تیمم جائز ہے، فقہاء و مجتہدین کے 74 منصوصات ذکر فرمائے اور ساتھ ہی 107 مزیدات خود مستنبط فرمائے اور پھر 130 ایسی اشیا بھی گنوائیں کہ جن سے تیمم جائز نہیں ہوتا۔ اس پر بھی 58 منصوصات نقل کیے اور اپنے 72 مزیداتِ مستنبطہ کا اضافہ فرمایا۔ آپ نے اپنے فتاوٰی میں پانی کی اقسام پر بحث فرمائی اور ایسے پانی جن سے وضو جائز ہے اُن کی 160 اقسام اور جس پانی سے وضو جائز نہیں اس کی 146 اقسام ذکر فرمائیں اور پانی کے استعمال سے عاجز آجانے کی 175 صورتیں گنوائیں۔

کمال تو یہ تھا کہ جس زبان میں فتوٰی آتا اسی میں جواب دیتے۔ اردو، فارسی، عربی کا جواب بالترتیب اِنہی زبانوں میں دیتے، منظوم سوال کا جواب منظوم اور منثور کا جواب منثور ہوتا تھا۔ آپ کی فقہی بصیرت اس قدر بسیط تھی کہ پیچیدہ ترین مسائل کے حل یوں پیش کیے کہ عرب و عجم میں یکساں مقبول ہو گئے۔ یوں آپ کے فتاوٰی پر مشتمل عظیم فقہی دائرۂ معارف (Jurisprudence Encyclopedia) ''فتاوٰی رضویہ'' منظر عام پر آیا اور دنیا بھر کے خواص و عوام سے خوب داد سمیٹی۔

آپ کی سیاسی بصیرت اور حکمت عملی ایسی لاجواب ہے کہ آج بھی امت کی

پراگندہ حالی کو دور کرنے کے لیے کافی ہے۔ آپ نے ہمیشہ اپنی فکرِ رسا سے امتِ مسلمہ کی بامقصد، نظریاتی و سیاسی راہنمائی فرمائی۔ بخلاف کانگرس زدہ ملاؤں کے آپ نے اسلامیانِ ہند کی اسلامی قومیت کی بنیاد پر ایسی ذہن سازی کی کہ جو ابن الوقتی، موقع پرستی اور نفاق سے پاک تھی۔ آپ نے قوم کو انگریز سے نفرت سکھائی تو آپس میں خیر خواہی، رواداری اور اتحاد کی بھی تلقین فرمائی۔ آپ فرنگیانہ تمدن(English civilization) سے سخت نفور تھے۔ آپ نے مشرکین و منافقین کی سازشوں کا پردہ چاک فرمایا اور قوم کو ان کے شر سے آگاہ فرمایا۔ مسلم معاشرے کی اجتماعیت کو اُجاگر کیا اور ان میں تنظیمی فکر پیدا کی، تحریکی جذبہ بیدار فرمایا، مغرب زدہ مسلمانوں کی اسلامی ذہن سازی فرمائی اور انہیں قومی دھارے میں واپس لائے۔

آپ قومی ترقی اور ذہنی ارتقا کے سب سے بڑے حامی تھے اس کے لیے آپ نے مختلف مواقع پر عمدہ و قابل عمل تجاویز بھی پیش فرمائیں۔ آپ نے مسلمانوں کی تنظیم سازی پر زور دیا، اقتصادی و مسلم کُش تحریکات کے مکارانہ مقاصد کو منظر عام پہ لائے، آپ نے نہ صرف برصغیر بلکہ عالم اسلام کے لیے رجال تیار فرمائے جو حسبِ موقع امت کی خدمت وراہنمائی میں مصروف عمل رہے۔ آپ نے قابل افراد کو فکرِ معاش سے آزاد کرانے اور ان سے حسبِ لیاقت واستعداد اپنے مجال میں کام لینے کا طریقہ وضع فرمایا جس کا امت کو خاطر خواہ فائدہ ہوا۔ آپ نے اپنے تلامذہ کو دو گروہوں میں تقسیم فرمایا: ایک گروہ مذہبی اور دوسرا سیاسی۔ آپ نے اپنے تلامذہ سے حسب استعداد کام لیا مگر دونوں گروہوں کے درمیان جو قدر مشترک طے فرمائی وہ مذہبی و دینی علوم

میں رسائی تھی۔ اس کی بنیاد پر ہی ہمارے لیے یہ اصول طے ہوا کہ سیاست کے لیے دین داری اولین شرط ہے۔ آپ نے مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، علامہ شاہ عبد العلیم صدیقی، مولانا محمد امجد علی اعظمی، مولانا حامد رضا خان اور مولانا مصطفیٰ رضا خان علیہم الرحمہ پر مشتمل ایک سیاسی جماعت بنام "رضائے مصطفیٰ ﷺ" تشکیل فرمائی۔

20 ویں صدی کی دوسری دہائی میں جب تحریکات فاسدہ کے عروج اور کانگریس و انگریز کی فتنہ گریوں کی وجہ سے اقبالؔ و قائد سیاست سے عملی طور پر کنارہ کش ہو گئے تو اس وقت بھی آپ اور آپ کے تیار کردہ رجال نے میدان سیاست میں وہ جوہر و ہنر دکھائے کہ جملہ تحریکوں کو منہ کی کھانا پڑی، غنیم بھی عش عش کر اٹھا۔ اس وقت آپ کا سب سے بڑا زور اس بات پر تھا کہ مسلمانوں کا ایک الگ اور مستقل پلیٹ فارم ہو جس کے نتیجے میں آل انڈیا سنی کانفرنس معرض وجود میں آئی۔

اقبالؔ نے آپ کی علمی وجاہت، سیاسی بصیرت اور بالخصوص قوّتِ فیصلہ کے بارے میں جو رائے قائم کی ہے وہ قابل دید و شنید ہے: ''مولانا امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ جو رائے قائم کر لیتے ہیں، اس پر مضبوطی سے قائم رہتے ہیں۔ یقیناً وہ اپنی رائے کا اظہار بہت غور و فکر کے بعد کرتے ہیں؛ لہٰذا انہیں اپنے شرعی فیصلوں اور فتاوٰی میں کبھی کسی تبدیلی یا رجوع کی ضرورت نہیں پڑی۔'' (اوراق گم گشتہ، ص ۵۸۱)

اہل نظر میں تیرا ذہن رسا مسلّم — دنیائے علم و فن میں تیری جا مسلّم
نزدِ نصیر تیری طرزِ نوا مسلّم — ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم

جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

# قادیانیوں کی قانونی حیثیت

تحریر: مولانا محمد واصف رضا قادری، فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ

عقیدۂ ختمِ نبوت کا مفہوم ہے: اللہ تعالیٰ نے سیدِ عالم ﷺ کو سب سے آخری نبی بنایا، آپ ﷺ کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آیا ہے اور نہ ہی قیامت تک آئے گا۔

عقیدۂ ختمِ نبوت کو اسلام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ جو بدنصیب یہ کہے کہ آپ ﷺ کے بعد نبی تھا، یا ہے، یا ہو گا، یا آپ کے بعد کسی نبی کی آمد کو ممکن سمجھے وہ کافر ہے، حتّٰی کہ جو خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی نبی کی آمد کو ممکن جانے اُسے مسلمان سمجھنے والا یا اُس کے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہے۔

30جون 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قائدِ ملتِ اسلامیہ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ نے ایک قرارداد پیش کی، جس میں قادیانیوں کو کافر قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس پر پارلیمنٹ کی ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس نے قادیانیوں کے عقائد کا بغور مطالعہ کیا اور قادیانی خلیفہ کو اپنے اجلاس میں بلوا کر اُس کا موقف سنا۔ تمام مراحل طے ہونے کے بعد 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی میں رائے شماری ہوئی اور تمام اراکین کے اتفاق سے قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا۔

قادیانیوں کو شعائرِ اسلام کے استعمال اور اُن کی توہین سے روکنے کے لیے 26 اپریل، 1984ء کو حکومت پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا جس کے مطابق قادیانی نہ تو خود کو مسلمان کہہ سکتے ہیں نہ ہی اپنے مذہب کی دعوت دے

سکتے ہیں اور نہ ہی اپنے مذہب کے لیے اسلامی شعائر و اصطلاحات استعمال کر سکتے ہیں۔

قادیانیوں نے اِس پابندی کے خلاف وفاقی شرعی عدالت، لاہور ہائی کورٹ، کوئٹہ ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل دائر کی۔ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ نے فیصلہ دیا کہ قادیانی اسلام کے نام پر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں جب کہ دھوکا دینا کسی کا بنیادی حق نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی کے حقوق سلب ہوتے ہیں۔

جب کوئی قادیانی سرعام کسی پلے کارڈ، بیج یا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرم ﷺ کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیائے کرام کے اسمائے گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز نقضِ امن عامہ کا موجب بن سکتی ہے۔

ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا۔ آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر برادریوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے لیے القاب و خطاب بنا رکھے ہیں۔[1]

---

[1] ظہیر الدین بنام ریاست، SCMR 1718، 1993ء

دارالإفتاء......

# قرآن واحادیث کے کلمات پر مشتمل تعویذات ودم کا جواز

مجیب: مولانا مفتی محمد اکمل قادری رضوی

**الاستفتاء:** مفتی صاحب! سائل نے (قرآن وسنت کی روشنی میں) ایک صاحب کے گھر جا کر کچھ وظائف کیے (جن کی مجھے اپنے صحیح العقیدہ بزرگوں سے اجازت تھی)، بلانے والے صاحب نے ویڈیو ریکارڈنگ کی اور بعد ازاں کانٹ چھانٹ کر کے اس میں دیگر آوازوں کو شامل کیا، اور ترمیم شدہ ویڈیو کو عوام الناس میں وائرل کر دیا، جس کے بعد مجھے بہت سے لوگوں کی طرف سے طعن و تشنیع کا سامنا ہوا ہے۔

مفتی صاحب! (1) کیا جائز اوراد و وَظائف کے ساتھ روحانی علاج بذریعہ تعویذ ودم کرنا جائز ہے؟ (2) کسی مسلمان کی عزت کو عمداً و قصداً ابلا وجہِ شرعی تار تار کرنے کا شریعت میں کیا حکم ہے؟ سائل: بابر حسین، برطانیہ

**الجواب:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O تعویذ یا دم کرنے کے لیے ایسے کلمات جو قرآنی آیات و احادیثِ طیبات پر مشتمل ہوں یا غیر شرکیہ بامعنٰی و مستحسن کلمات جن کے ساتھ تعویذ ودَم کرنے سے قرآن و احادیث نے منع نہ فرمایا، شرعاً ایسے کلمات سے کسی بھی مریض کو تعویذ دینا یا اُسے دم کرنا جائز ہے۔

اگر سائل کا سوال نامہ حقائق پر مبنی ہے کہ اُس نے فقط قرآنی آیات یا احادیثِ طیبات کے کلمات پر مشتمل کلام کے ساتھ مریض کا علاج کیا ہے، تو اُسے ذلیل و رسوا کرنے والا بدترین فتنہ پرور، گمراہ گر، سخت گناہ گار، اور ایک مسلمان کو بلا وجہِ شرعی ایذا دے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم ﷺ کو ایذا دینے کا عملِ قبیح کر چکا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا: وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ۔ اور ہم قرآن میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لیے شفا اور رحمت ہے۔[1]

اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر روح المعانی میں ہے: قال مالك: لا بأس بتعليق الكتب التي فيها أسماء الله تعالى على أعناق المرضى على وجه التبرك بها إذا لم يرد معلقها بذلك مدافعة العين، وعنى بذلك أنه لا بأس بالتعليق بعد نزول البلاء رجاء الفرج والبر، كالرقى التي وردت السنة بها من العين، وأما قبل النزول ففيه بأس وهو غريب، وعند ابن المسيب يجوز تعليق العوذة من كتاب الله تعالى في قصبة ونحوها وتوضع عند الجماع، وعند الغائط ولم يقيد بقبل أو بعد، ورخص الباقر في العوذة تعلق على الصبيان مطلقا، وكان ابن سيرين لا يرى بأسا بالشيء من القرآن يعلقه الإنسان كبيرا أو صغيرا مطلقا، وهو الذي عليه الناس قديما وحديثا في سائر الأمصار۔ حضرتِ امامِ مالک رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] سورۃ بنی اسرائیل: رقم الآیۃ: 82

نے فرمایا: ایسا تعویذ جس میں اللہ عزوجل کے اسما موجود ہوں، مریضوں کے گلے میں بطورِ تبرّک لٹکانے میں کوئی حرج نہیں، جبکہ تعویذ لٹکانے والا اس سے مدافعۃ العین کا ارادہ نہ کرے، اس سے مراد یہ ہے کہ نزولِ بلا کے بعد اُس کے دُور ہونے کی امید کرتے ہوئے لٹکانے میں حرج نہیں، جیسے نظر کا وہ دم جس کے متعلق سنت وارد ہوئی ہے، بہر حال نزولِ بلا (مصیبت آنے) سے قبل، تو اس میں حرج ہے، (لیکن) یہ قول غریب ہے، حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک کتاب اللہ سے لکھا ہوا تعویذ ڈبیہ وغیرہا میں لٹکانا جائز ہے جسے جماع کے وقت اور بیت الخلا جاتے ہوئے اتار دیا جائے، انہوں نے نزولِ بلا سے قبل وبعد کی کوئی قید نہیں لگائی، امام باقر رحمۃ اللہ علیہ نے بچوں کے لیے مطلقاً تعویذ لٹکانے کی اجازت دی ہے اور امام ابنِ سیرین علیہ الرحمہ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں کہ قرآنِ کریم سے لکھا ہوا تعویذ کسی انسان کو پہننے کے لیے دیا جائے، تعویذ پہننے والا شخص بڑا ہو یا چھوٹا، اسی پر پہلے وبعد والے زمانے کے تمام شہروں کے لوگوں کا اعتقاد ہے۔[1]

تعویذات اور دم کرنے کے جواز پر چند احادیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں:

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لونڈی پر نظرِ بد کے اثرات ملاحظہ فرمائے تو اس کے بارے ارشاد فرمایا: بها نظرة فاسترقوا لها۔ یعنی فرمایا: اسے نظر (بد) لگی ہے تو اسے دم کر دو۔[2]

---

[1] تفسیر روح المعانی، تحت الآیۃ:82، ج:8، ص:139، مطبوعہ بیروت

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث:2197

حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دعائیہ کلمات پر مشتمل تعویذ بچوں کے گلے میں لٹکایا کرتے تھے۔ جامع الترمذی میں ہے: ان رسول اللہ ﷺ قال: اذا فزع أحدکم فی النوم فلیقل: أعوذ بکلمات اللہ التامة من غضبه وعقابه وشر عباده ومن همزات الشیاطین وأن یحضرون، فانها لن تضره۔ فکان عبد اللہ بن عمر یلقنها من بلغ من ولده ومن لم یبلغ منهم کتبها فی صك ثم علقها فی عنقه۔ یعنی: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند میں گھبرا جائے تو اسے یہ کلمات پڑھنے چاہییں: مَیں اللہ تعالیٰ کے تامّ کلمات کی پناہ لیتا ہوں اس کی ناراضی سے، اس کے عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور شیطانوں کے میرے پاس آنے سے تو بے شک یہ کلمات پڑھنے والے کا کچھ نقصان نہ ہونے دیں گے۔ حضرتِ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی بالغ اولاد کو یہ کلمات اور یہی کلمات کسی کاغذ پر لکھ کر اپنے نابالغ بچوں کے گلے میں ڈال دیتے تھے۔[1]

کسی بھی مریض کو قرآنی آیات کے ساتھ دم کرنا اور اس پر طے شدہ اجرت لینا جائز ہے، اس بارے حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما صحابہ کرام علیہم الرضوان کا ایک عمل بیان فرماتے ہیں۔ امامِ بخاری اپنی "صحیح بخاری" میں لکھتے ہیں: "إن نفرًا من أصحاب النبی ﷺ مروا بماء، فیهم لدیغ أو سلیم، فعرض لهم رجل من أهل الماء فقال: هل فیکم من راق، إن فی الماء رجلًا لدیغا أو

[1] جامع الترمذی، رقم الحدیث: 3528

سليمًا، فانطلق رجل منهم فقرأ بفاتحة الكتاب على شاء فبرأ فجاء بالشاء إلى أصحابه فكرهوا ذلك وقالوا: أخذت على كتاب الله أجرًا حتى قدموا المدينة۔ فقالوا: يا رسول الله! أخذ على كتاب الله أجرًا۔ فقال رسول الله ﷺ: إن احق ما اخذتم عليه أجرًا كتاب الله۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت کسی پانی کے گھاٹ کے پاس سے گزرے، جس میں سانپ یا بچھو کاڈسا ہوا شخص تھا، گھاٹ والوں میں سے ایک شخص صحابہ کرام علیہم الرضوان کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنے لگا: کیا تم میں سے کوئی دم کرنے والا ہے؟ کیونکہ گھاٹ میں ایک شخص سانپ یا بچھو کا کاٹا ہوا ہے۔ ایک صحابی ان کے ساتھ چل دیے اور ان سے بکریاں لینے کی شرط پر مریض شخص کو سورۂ فاتحہ کے ذریعے دم کیا، تو (دم) سے وہ شخص صحت یاب ہو گیا، دم کرنے والے صحابی (دم کے عوض ملنے والی بکریاں) اپنے ساتھیوں کے پاس لے کر آئے، تو دوسرے صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اس عمل (دم کے بدلے بکریاں لینے) کو ناپسند کیا اور کہا کہ تم نے قرآنِ کریم پڑھنے کے عوض اجرت لی ہے! یہاں تک وہ سارے صحابہ کرام جب مدینہ شریف میں آئے، تو انہوں نے نبیِ کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! فلاں صحابی نے کتاب اللہ پر اجرت لی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شے کے بدلے تم نے اجرت لو اُس کی زیادہ حق دار اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے (یعنی قرآنِ کریم سے دم کرنا اور دم کے بدلے اُجرت لینا جائز ہے)۔[1]

---

[1] صحیح بخاری: رقم الحدیث: 5737

لہٰذا مسلمانوں پر لازم ہے کہ ذکر کر کردہ فتنہ پرور شخص کے فتنے سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں اور جس فتنہ پرور نے بلا وجہِ شرعی تذلیل و تحقیر کی اور اس کے خلاف جادو کرنے کا الزام لگایا اور بذریعہ ویڈیو تذلیل و تحقیر کرنے کے لیے اس ویڈیو کی تشہیر کی ہے، وہ شخص جب تک حق العبد ادا نہ کرے، یوں کہ جس کو ذلیل کیا ہے، اس سے معافی نہ مانگ لے پھر جس طرح ایک مسلمان کو بدنام کرنے کے لیے اس کے خلاف ویڈیو وائرل کی ہے، دیڈیو وائرل کرنے والا شخص اپنے جرم کا اعلان بذریعہ ویڈیو نہ کرلے تو شرعی اصولوں کی روشنی میں اس وقت تک وہ شخص عند اللہ گناہ گار، مجرم قرار پائے گا اور اگر فتنہ پرور شخص معافی مانگے اور ویڈیو کے متعلق بھی برأت کا اظہار کردے تو شرعاً عند الناس اس کی توبہ حق العبد میں مقبول ہوگی۔

......واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب.......

# جواب دیجیے... انعام لیجیے

درست جوابات دینے والوں میں سے ایک خوش نصیب کو بذریعہ قرعہ اندازی اِنعام کے طور پر **مجلہ النظامیّہ** کی سالانہ ممبرشپ دی جائے گی۔

**نوٹ:** جوابات 15 ستمبر، 2023ء تک دفتر مجلس علماءِ نظامیہ پاکستان کو بذریعہ ڈاک ارسال کریں یا اِس نمبر پر بذریعہ واٹس ایپ بھیجیں: 0342-4489100

**گزشتہ شمارے کے جوابات دینے والوں میں بذریعہ قرعہ اندازی کامیاب ہوئے:**

**محمد دانیال**، راولپنڈی

**سوال 1:** نبی کریم ﷺ کے وصالِ اقدس کی تاریخ اور ماہ وسال کیا ہے؟

**سوال 2:** "فیضِ عالم" کس شخصیت کا لقب ہے؟

**سوال 3:** مجدّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے دَور میں ہندوستان کا بادشاہ کون تھا؟

**سوال 4:** اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال کب اور کتنی عمر میں ہوا؟

**سوال 5:** یومِ دفاعِ پاکستان کس واقعہ کی یاد میں منایا جاتا ہے؟

## گزشتہ ماہ کے درست جوابات

1... غزوۂ ذات الرقاع محرم الحرام، 5ھ کو ہوا۔

2... ماہِ صفر کو منحوس سمجھنا بے اصل ہے۔

3... مجدّد وہ عالمِ ربّانی ہے جو علمِ دین اور سنتوں کو عام اور بدعات کو ختم کرے۔

4... مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال: 26 اگست، 2003ء، بعمر: 70 سال۔

5... اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفرت پھیلانے کو "اسلاموفوبیا" کہا جاتا ہے۔

# جامعہ نظامیہ رضویہ

## کی خدمات پر ایک نظر

- جامعہ نظامیہ رضویہ رئیس المحدثین، امام الاتقیاء حضرت مفتی اعظم مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کی ہمیشہ رہنے والی بے مثال یادگار ہے۔
- جامعہ نظامیہ رضویہ عرصہ 67 سال سے دینی وملی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔
- جامعہ سے اب تک ہزاروں علمائے کرام، قاری صاحبان اور حفاظ فراغت حاصل کر چکے ہیں۔
- جامعہ کے بے شمار فضلا بلجیم، برطانیہ، امریکہ، دوبئی، جرمنی، ساؤتھ افریقہ اور دیگر ممالک میں اِشاعتِ دین کے لیے اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔
- جامعہ نظامیہ رضویہ نے لاہور کے علاوہ شیخوپورہ، ایبٹ آباد اور دیگر شہروں میں بھی دینی تعلیم کے تقریباً 80 مکاتب قائم کیے ہیں۔
- اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جامعہ میں علومِ اسلامیہ کی ابتدا سے لے کر اعلیٰ درجات تک معیاری تعلیم دی جاتی ہے، نیز عصری علوم (ریاضی، انگلش، سائنس، کمپیوٹر وغیرہ) کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔
- جامعہ میں 300 سے زائد مدرسین وعلمائے کرام تعلیم دے رہے ہیں۔
- جامعہ کے دارالافتاء سے مسلمانوں کی شرعی راہنمائی کی جاتی ہے۔
- جامعہ کے زیرِ اہتمام تقریباً 7000 (سات ہزار) طلبہ وطالبات کے قیام وطعام، کتب، علاج ومعالجہ اور دیگر ضروریات کا اِنتظام واِنصرام مفت کیا جاتا ہے۔
- جامعہ کی کوئی مستقل آمدنی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اپنے اہلِ خیر بندوں کے ذریعے دین کا یہ عظیم الشان کام لے رہا ہے۔
- جامعہ کی مالی حالت...... بوجہ مستقل ضروری اخراجات اور تعمیر کے...... اہلِ خیر کی خصوصی توجہ کی مستحق ہے۔

### نوٹ

جامعہ کے منتظمین، اساتذہ اور معاونین اِن مفید اغراض ومقاصد کی تکمیل کے لئے شب وروز سرگرمِ عمل ہیں۔ جامعہ کا سالانہ میزانیہ 4,00,000,00 (چار کروڑ) سے متجاوز ہے۔

آپ اپنی گوناگوں مصروفیات سے وقت نکال کر جامعہ کی ضروریات سے مزید آگاہی کے لئے خود تشریف لائیے یا پھر گھر بیٹھے جامعہ کی ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے

www.jamianizamiarizvia.com

E-mail:
jamianizamiarizvia@yahoo.com
jamianizamiarizvia.pk@gmail.com

Account Number of Jamia Nizamia Rizvia
MCB Shah Allam Market Lahore
Pk14 MUCB 0017 7020 1003 4610
ANJAMAN JAMIA NIZAMIA RIZVIA